THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Friday, the December 13, 2013
(99th Session)
Volume XI, No. 08
(Nos. 01-13)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran…………………..	1
2.	Questions and Answers…………………………..	2-25
3.	Leave of Absence…………………………………	26
4.	Point of order on Meeting of Council of Common Interests and Statement of Finance Minister on Different Subjects…………………………………	27-42
5.	Calling Attention Notice on Islamabad Police Involvement in Criminal Cases……………………	43-44
6.	Point of order - Closure of Afghan Transit Trade Spoils Business of Khyber Pukhtunkhwa Exporters…………………………………………..	45-47

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume-XI No.08 SP.XI(08)/2013 15

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, the December 13, 2013

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fourteen minutes past eleven in the morning with Mr. Chairman (Syed Nayyer Hussain Bokhari) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ
مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ
هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ڮ فَاَنّٰى
تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ
الْاُمُوْرُ ﴿۴﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۑ وَلَا
يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۵﴾

ترجمہ: اللہ انسانوں کے لیے جو رحمت (کا دروازہ) کھول دے تو کوئی اس کو بند کرنے والا نہیں اور جو بند کردے تو اس کے بعد کوئی اس کو کھولنے والا نہیں ہے۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ لوگو اللہ کے جو تم پر احسانات ہیں ان کو یاد کرو۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق (اور رازق) ہے جو تم کو آسمان اور زمین میں رزق دے؟ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم کہاں بہکے پھرتے ہو۔ اور (اے پیغمبر ﷺ) اگر یہ لوگ تم کو جھٹلائیں تو تم سے پہلے بھی پیغمبر جھٹلائے گئے

ہیں۔ اور (سب) کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ لوگو اللہ کا وعدہ سچا
ہے۔ تو تم کو دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ (شیطان) فریب
دینے والا تمہیں فریب دے۔

(سورۃالفاطر: آیات 2 تا 5)

Questions and Answers

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

We may now take up questions. Question No.63. Mr. Abdul Rauf.

63. *Senator Abdul Rauf: Will the Minister for National Health Services, Regulations and Coordination be pleased to state:

(a) the number of Pakistani students presently studying abroad in MBBS; and

(b) whether it is a fact that foreign MBBS degree holder Pakistanis were required to undergo only one examination paper for issuance of equivalence certificate up to 2011 but thereafter the examination for that purpose is conducted in three stages and twice a year, if so, the reasons for this change?

Mrs. Saira Afzal Tarar (Minister for National Health Services, Regulations and Coordination): (a) Till to date PMDC has record of 954 Pakistani students who are studying abroad in MBBS/BDS.

(b) Yes, it is fact that Pakistani nationals of foreign MBBS degree were required to undergo only one examination paper till 2011 comprising of two steps (preclinical and clinical) However,

after 2011 steps have been taking to improve the existing system of examination over a period of time. Now, as per Regulations. National Examination Board (NEB) is conducted twice a year in three steps. (Theory, Clinical, and Viva). It is further stated that to facilitate the students. PMDC is considering to conduct this examination thrice a year. This step is necessary for standardized / improvement in medical/ dental education system and is practiced around the world.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر عبدالرؤف: جناب چیئرمین! یہ سوال PMDC کے حوالے سے ہے کہ ہمارے بچے جب باہر جاتے ہیں، وہاں سے تعلیم حاصل کرکے خصوصاً یہاں MBBS کی ڈگری لاتے ہیں تو پہلے جیسے یہاں ذکر ہوچکا ہے کہ 2011 تک ان کے لیے exam کا طریقہ کار یہ ہوا کرتا تھا کہ اس میں ایک paper لیا جاتا تھا۔ لیکن اب اس کے لیے تین papers رکھ دیے گئے ہیں۔ یہاں PMDC میں اس سے پہلے جو بھی گھپلے ہوئے ہیں، وہ یہاں بھی اور مختلف کمیٹیوں اور میڈیا کے ذریعے سب کو پتا ہیں۔ اب طریقہ کار یہ ہے کہ امتحانات وقت پر نہیں ہوتے۔ دوسری چیز یہ کہ انہوں نے examination کی جو percentage رکھی ہے یہ private universities and PMDC کی ملی بھگت ہے، اس مرتبہ انہوں نے ہمارے شور مچانے کے بعد 35, 36 کے قریب results نکالے ہیں۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ پانچ سالوں میں MBBS کی ڈگری مکمل کرنے والے بچے جو وہاں first attempt میں 90 to 95% marks لے کر MBBS کی ڈگری لاتے ہیں وہ یہاں تین چار سالوں سے لٹکے ہوئے ہیں۔ ہمارا طریقہ کار انتہائی ناقص ہے، اس سے بچوں کی زندگیاں تباہ ہورہی ہیں۔

جناب والا! میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ پچھلے دنوں Higher Education Commission and PMDC کے حوالے سے Standing Committee کی meeting ہوئی، اس میں اس سوال کے حوالے سے مجھے بھی بلایا گیا۔ وہاں ہمیں بتایا گیا کہ اس سے ہمارا بالکل تعلق نہیں ہے اور یہ مسئلہ Health Department والوں کا ہے۔ اب ہمیں سمجھ نہیں آرہی کہ امتحان لینا

Health Department والوں کا مسئلہ ہے یا Education Department کا مسئلہ ہے؟ وہ اس امتحان کو سال میں کم از کم چار مرتبہ رکھیں تو بچوں کی زندگی تباہ ہونے سے بچ جائے گی۔

جناب چیئرمین: وزیر برائے نیشنل ہیلتھ سروسز۔

محترمہ سائرہ افضل تارڑ: جناب چیئرمین! پوری دنیا میں یہ قانون ہے کہ جو بچے باہر کے medical institutions سے پڑھ کر آتے ہیں، وہ ان کا امتحان لیتے ہیں۔ یہاں medical education کا معیار دن بدن گرتا جا رہا ہے اور private medical colleges کی mushroom growth نے اس تعلیم کو اتنا deteriorate کر دیا ہے کہ جس کا آپ کو اندازہ ہو گا۔ میرے فاضل ممبر نے جن بچوں کے بارے میں سوال کیا ہے، یہ وہ بچے ہیں جو چین، البانیہ یا رومانیہ سے پڑھ کر آتے ہیں اور یہ وہ students ہوتے ہیں جنہیں پاکستان میں admission نہیں ملتا۔ اب ظاہر ہے جب وہ باہر سے آتے ہیں تو قانون کے مطابق انہیں ایک exam دینا پڑتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ بچے وہاں 90% تک numbers لیتے ہیں اور یہاں آکر qualify نہیں کرتے۔ جناب والا! اس مرتبہ نومبر 2013 میں اس exam میں 1600 students appear ہوئے اور صرف سات سو بچے pass ہوئے۔ اس میں three steps کیے گئے ہیں، پہلا step ہمارے medical colleges میں ہوتا ہے کہ آپ MCQs کرتے ہیں اور theory کے questions کرتے ہیں، دوسرا clinical exam ہوتا ہے اور پھر تیسرا viva exam کا ہوتا ہے۔ اس وقت سال میں two exams ہو رہے ہیں لیکن PMDC یہ سوچ رہی ہے کہ اگلے سال انشاءاللہ تین مرتبہ exams لیے جائیں اور یہ اس لیے کیا گیا ہے کہ ایک standardized education ہو، یہ صرف ان students کے لیے نہیں کیا گیا۔ اب جتنے بھی private and public medical colleges کے students ہیں ان کو تب license issue ہو گا جب وہ PMDC کا exam دیں گے اور یہ طریقہ کار اس لیے رائج کیا گیا ہے کہ ایک standardized طریقہ کار ہو اور quality education ہو جو آپ کے لوگوں کو ملے۔

جناب والا! چونکہ یہ بہت sensitive معاملہ ہے کہ انہوں نے جا کر انسانی زندگیوں سے کھیلنا ہے، اس لیے طریقہ کار standardized ہو۔ محترم ممبر PMDC میں گھپلے کی جو بات کر رہے

ہیں، میں ان سے بالکل agree کرتی ہوں کہ PMDC میں گزشتہ سالوں سے جو کچھ ہو رہا ہے، اس سے مجھ سے زیادہ آپ لوگ آگاہ ہیں۔ ہم نے ایک کمیٹی بنائی ہوئی ہے، میں assure کرتی ہوں کہ انشاءاللہ within two months اس کی recommendations آجائیں گی اور ہم PMDC کی نئے سرے سے restructuring کریں گے، اس کے لیے مجھے ایوان کی مدد بھی چاہیے ہو گی اور جب ہم یہ چیز کریں گے، انشاءاللہ آپ کو بتائیں گے۔

جناب چیئرمین: الیاس بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: شکریہ، جناب چیئرمین! میں معزز وزیر صاحبہ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا she is aware of this کہ انہوں نے فیصل آباد میں جو inspection کروائی تھی، جس کو PMDC نے licence دیا ہے، وہاں PMDC نے ہی inspection بھی کروائی تھی اور وہاں جو پروفیسر حضرات گئے تھے، انہیں مارا پیٹا گیا اور ان کے ساتھ mishandling کی گئی۔ وہاں کچھ بھی نہیں تھا، نہ کالج تھا اور نہ ہی لیبارٹری تھی تو PMDC نے اسے کیسے licence issue کر دیا تھا؟ ہمارے جو students باہر جاتے ہیں، ان میں majority خیبر پختونخوا اور بلوچستان کے لوگوں کی ہوتی ہے جو رومانیہ، روس سے پڑھ کر آتے ہیں، ان کے لیے تو hurdles ہوتی ہیں۔ PMDC جو licence دیتی ہے تو اسے چاہیے کہ وہ خود inspection کر کے licence issue کرے کہ وہاں کچھ ہے بھی یا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے، جی وزیر صاحبہ۔

محترمہ سائرہ افضل تارڑ: جناب چیئرمین! PMDC ایک autonomous ادارہ ہے۔ بد قسمتی سے جب آپ پاکستان میں ادارے بناتے ہیں اور انہیں autonomy دیتے ہیں تو even میرے نزدیک وہ چیز بھی ہمارے ہاں کامیاب نہیں ہوئی۔ 2013 میں ایک Ordinance آیا جس کے تحت PMDC کو ازسرِ نو بنایا گیا اور یہ Act معذرت کے ساتھ کچھ خاص لوگوں کے لیے بنایا گیا تھا۔ پچھلے پانچ سالوں میں جتنی irregularities ہوئیں، میں آپ کو اس کے بارے میں نہیں بتا سکتی۔ ایک inquiry conduct کی گئی، انیس میڈیکل کالج ایک دن میں pass ہوئے۔ ہم نے یہ چیز اس لیے

publish نہیں کی کہ اس پر سندھ ہائیکورٹ میں stay order تھا، میں بالکل agree کرتی ہوں کہ جو inspectors جاتے ہیں اور جس طرح یہ inspect کرتے ہیں، وہاں پیسے کا جو بازار گرم تھا یہی وجہ ہے کہ private colleges کی جو mushroom growth ہوئی ہے اس کا کوئی حساب نہیں ہے، دو دو کمروں پر مشتمل colleges ہیں۔ جہاں تک فیصل آباد کے واقعے کا تعلق ہے تو PMDC نے بہت سارے ایسے colleges کھولے ہوئے ہیں کہ اگر آج ہم independent monitoring کروائیں تو 50% سے زیادہ colleges بند ہونے والے ہیں۔ میں یہاں کسی چیز کو defend نہیں کروں گی کیونکہ جتنا کہا جائے اتنا کم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وزارت نے ایک inquiry committee تشکیل دی۔ اس میں Ministry کا role post office کا تھا۔ وہاں سے recommendation آتی تھی اور وزارت بغیر سوچے سمجھے ان کو notify کر دیتی تھی۔ یہی حال ڈاکٹروں کے licences میں تھا، یہی حال foreign students کے examinations میں بھی تھا، ان ساری چیزوں کو transparent کرنے کے لیے ایک کمیٹی جس میں چاروں صوبوں کی representation ہے، ایسے ڈاکٹروں کی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو بالکل undisputed ہیں اور جن کا کوئی stake نہیں ہے، وہ ہمیں اس مہینے کے آخر میں اپنی recommendations دیں گے اور انشاءاللہ ہم ان recommendations کے تحت PMDC میں reforms کریں گے۔

جناب چیئرمین! جہاں تک یہ کہہ رہے ہیں کہ overseas students زیادہ خیبر پختونخوا سے ہیں، ان کی majority خیبر پختونخوا سے ہو سکتی ہے لیکن وہ throughout Pakistan جاتے ہیں۔ اب وہ students جو چین اور رومانیہ وغیرہ سے پڑھ کر آتے ہیں، ان کی تعلیم کا standard ہم سب کو پتا ہوتا ہے۔ یہ examination اسی لیے introduce کروایا گیا اور یہ صرف پاکستان میں ہی نہیں ہے، جب آپ امریکہ میں practice کرتے ہیں تو کیا USMLE کا امتحان نہیں دیتے؟ آپ UK میں GMC کا امتحان نہیں دیتے؟ اس لیے کوئی بھی ملک ان students کو اجازت نہیں دیتا جو باہر سے پڑھ کر آتے ہیں جب تک آپ انہیں اپنے standard کے مطابق نہ کر لیں۔ جہاں تک اس کی transparency کا تعلق ہے، اب مختلف public universities exams conduct کرتی ہیں، last year خیبر پختونخوا میں تھا، اس مرتبہ لیاقت یونیورسٹی سندھ میں ہے۔ ہم اسے مزید

ہے۔ ہم role nominal کر رہے ہیں اور میں بار بار کہوں گی کہ اس میں وزارت کا transparent
عوام اور ڈاکٹروں کے medical profession کی وجہ سے اب اس میں intervene کر رہے ہیں اور
انشاءاللہ آپ دیکھیں گے کہ within two months آپ کو بہت بہتر results ملیں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ، جناب چیئرمین! معزز وزیر صاحبہ بتانا پسند کریں گی کہ National Health Services لکھا جاتا ہے تو یہ آئین کے کس Article کے تحت لکھتے ہیں؟ کیا 18th Amendment کے بعد کہیں اس کا ذکر موجود ہے؟ یہ Article بتا دیں کہ یہ کس Article کے تحت National Health Services کا نام دیا جا رہا ہے؟

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحبہ۔

محترمہ سائرہ افضل تارڑ: شکریہ، جناب چیئرمین! میں تقریباً چار پانچ مرتبہ سینیٹ میں آچکی ہوں اور تیسری مرتبہ یہ سوال پوچھ رہے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ یہ جو کچھ بھی ہوا معزز ممبران یہاں موجود ہیں جو اُس کمیٹی کا حصہ تھے۔ یہ وزارت نہ میں نے بنائی اور نہ ہی اس حکومت نے بنائی، یہ موجود تھی اور interim government میں اس کے کچھ components جو دوسری وزارتوں میں تھے، انہیں اس کے ساتھ attach کیا گیا اور اسے consolidate کیا گیا۔ یہ کس قانون کے تحت ہے اور یہ نام کس طریقے سے استعمال کیا جا رہا ہے؟ میں یہاں ایک اور چیز بھی معذرت کے ساتھ کہوں گی کہ مجھے یہ بھی نہیں پتا تھا کہ مجھے یہ وزارت ملنے والی ہے۔ اس لیے M/O National Health Services کا وزیر ہونا میرے لیے ایک جرم بن گیا ہے اور میں جب بھی آتی ہوں یہ سوال کیا جاتا ہے، میرے خیال میں اگر آپ کہیں تو ہم اس پر ایک briefing رکھ لیتے ہیں، اس میں legislative list کو بھی دیکھ لیں گے کیونکہ یہ ساری چیز میرے اختیار سے باہر ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: اس کے تین ضمنی سوالات تو ہو گئے ہیں but it is an important issue جیسے وزیر صاحبہ نے بھی کہا ہے۔ جی رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! unfortunately یہ ministry ہمارے دور میں بنی تھی یا یہ نام واپس لایا گیا تھا کیونکہ یہ Implementation Commission اور devolution, final phase کے بارے میں جو Cabinet decision ہوا تھا اس میں health completely devolve ہو گیا تھا کیونکہ پہلے بھی Federal Government نے health کو usurp کیا ہوا تھا اور اس کا ذکر کہیں concurrent list, part one or part two میں نہیں تھا۔ یہ ہمارے دور میں بنی، I am on record to have written letter and raise this on the floor of this House that this unconstitutional matter has been taken up in the CCI. اور اسی طرح education کا بھی مسئلہ ہے اور وہ بھی unconstitutional ہے لہذا یہ دونوں education and health Federal Government میں جس طرح اس وقت function کر رہے ہیں وہ آئین کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔ یہ ہمارے دور میں ہوا، میں یہ admit کر رہا ہوں۔

I am on record to have written to the Prime Minister on both the occasions that it is unconstitutional.

جناب چیئرمین: جی حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: محترم چیئرمین صاحب، میں آپ کا مشکور ہوں۔

جناب چیئرمین: supplementary question نہیں جو دوسرا issue ہے اس پر آپ بات کرلیں۔ جس issue پر میاں صاحب اور زاہد خان صاحب نے بات کی کہ under what provision of law or Constitution this ministry exists? اس پر supplementary تو ہوگئے ہیں۔ Important issue تو یہ ہے جو زاہد خان نے raise کیا اور جس پر میاں صاحب نے بھی بات کی ہے اس پر بات کرلیں یا آپ سوال کرنا چاہتے ہیں؟

سینیٹر حاجی محمد عدیل: میں سوال کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی کرلیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: محترمہ وزیر صاحبہ نے صحیح کہا کہ جو نوجوان باہر سے پڑھ کر آتے ہیں ان کے امتحانات لیے جاتے ہیں۔ باہر والوں کا تو یہ حال ہے کہ میں اتفاق سے ایک ملک کے ایسے میڈیکل کالج میں گیاجہاں پاکستانی بچے اور بچیاں پڑھتے تھے اور ان بچوں نے ہمیں بتایا کہ وہ ملک ان طالب علموں کو اپنے ہسپتالوں میں house job نہیں کرنے دیتے۔ وہ کہتے ہیں کہ اپنے ملکوں کے ہسپتالوں میں جا کر house job کریں کیونکہ وہ خیال کرتے ہیں کہ کہیں ان سے کوئی سہو یا غلطی نہ ہو جائے۔ ایک تو یہ بات ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ محترمہ وزیر صاحبہ آپ کی موجودگی سے فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ پاکستان کے اندر بہت سارے میڈیکل کالج بنے ہوئے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ بنگلوں میں میڈیکل کالج بنے ہوئے ہیں۔ کسی کے پاس پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل ایسوسی ایشن کا سرٹیفکیٹ ہے، کسی کے پاس کسی یونیورسٹی کا ہے، کسی کے پاس کسی اسمبلی کا ہے اور ان کی بری حالت ہے اور بعد میں ان کی ڈگریاں تسلیم بھی نہیں کی جاتیں۔ ہم آنکھیں بند کرکے میڈیکل کالج بناتے جارہے ہیں اور وہ بچوں سے چھ، چھ اور سات، سات لاکھ روپے لے رہے ہیں۔

Mr. Chairman: Haji *Sahib* come to the question.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: یہ محترمہ ہمیں بتائیں اور ہمیں اس معاملے میں briefing دیں۔ یہ جو میڈیکل کالجوں کی mushroom growth ہوئی ہے یہ بڑا important مسئلہ ہے۔ یہ تو پاکستانی نوجوانوں اور دوسرے لوگوں کی صحت سے کھیلا جارہا ہے۔

جناب چیئرمین: اس کا جواب تو وزیر صاحبہ نے پہلے بھی دیا تھا اور جواب لکھا ہوا بھی آیا ہوا ہے۔ جی افراسیاب خٹک صاحب۔

سینیٹر افراسیاب خٹک: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ Special Committee for oversight of Implementation of 18th Amendment کی meeting نہیں ہوئی۔ یہ معاملہ اسی کمیٹی سے relate کرتا ہے اس لیے یہ اسی کو refer کیا جائے

کیونکہ اس کمیٹی کے بنانے کا purpose ہی یہی تھا کہ وہ دیکھے کہ آئین کی خلاف ورزی تو نہیں ہو رہی۔ اس لیے یہ معاملہ اگر وہاں چلا جائے تو وہ اس کو دیکھنے کے لیے مناسب platform ہے۔

جناب چیئرمین: جی جعفر اقبال صاحب۔

سینیٹر چوہدری محمد جعفر اقبال: شکریہ، جناب چیئرمین! honourable member جو اپوزیشن سے ہیں وہ بڑے important issue کے بارے میں پوچھ رہے ہیں اور انہوں نے ابھی honourable Minister سے questions بھی کیے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ health and education بڑے ہی important subjects ہیں اور being former Punjab Health Minister میں صرف اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ رضا ربانی صاحب کی یہ بات درست ہے کہ constitutional coverage نہیں ہے لیکن on the other side یہ اتنا important ہے کہ جہاں آپ نے ملک میں uniformity رکھنی ہے اور جہاں World Health Organization کے پروگرام ہیں جیسے immunization programme ہے اور بہت سارے پولیو کے پروگرام ہیں، ان سب کو centre deal کر سکتا ہے۔ جب centre deal کرے گا تو صوبوں کو equal opportunity مل سکتی ہے۔

یہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس حوالے سے amendment لائی جا سکتی ہے، اس محکمے کو بحال کیا جا سکتا ہے یا اس کو Concurrent list میں ڈالا جا سکتا ہے لیکن اس کی importance کا معاملہ بڑا اہم ہے۔ میں education کو بھی سمجھتا ہوں۔ اب education کے بارے میں اپنے اپنے صوبوں میں جو ہو گا تو uniformity کہاں آئے گی، جیسے scholarships آتی ہیں اور بہت ساری چیزیں ہیں۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو ضرور reconsider ہونا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب، اس کے بارے میں یہ decision کر لیں کہ whether it should be referred to sub-Committee or not? بجائے اس کے کہ we start debate over here.

سینیٹر میاں رضا ربانی: میں عرض کر رہا ہوں کہ Raja *sahib* is heading that committee on devolution. ان کا بھی notification ہوا ہے۔ Raja *sahib* is heading that committee.

جناب چیئرمین: جی راجہ صاحب سے پوچھ لیتے ہیں۔ شکریہ۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق (قائد ایوان): میں سمجھتا ہوں کہ یہ issue once for all resolve کرنے کے لیے ضروری ہے کہ جو کمیٹی devolution process monitor کر رہی ہے یہ اس کے سپرد کیا جائے جس میں چاروں صوبوں کی نمائندگی بھی موجود ہے اور وہ اسی کام کے لیے بنائی گئی تھی تو یہ مسئلہ وہاں resolve ہو جائے گا بجائے اس کے کہ اس ساری فلاسفی پر ایک دفعہ پھر بحث ہو کہ آیا یہ مرکز کے پاس رہنے چاہییں یا انہیں صوبوں کے پاس جانا چاہیے۔ اب تو آئین میں ترمیم ہونے کے بعد اس کی implementation کا مسئلہ ہے۔

Mr. Chairman: The matter is being referred to Special Committee to oversee the devolution process.

(Thumping of desks)

Mr. Chairman: Next question No. 64. Syed Tahir Hussain Mashhadi.

64. *Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Will the Minister for Overseas Pakistanis and Human Resource Development be pleased to state whether it is a fact that serious financial irregularities have been pointed out during the audit of the Employees Old Age Benefit Institution (EOBI) in the purchase of land in Lahore and Sukkur, purchase of commercial plots in I−8 Markaz, Islamabad, purchase of 388 official vehicles, award of contracts to various companies without observing the PEPRA Rules,

if so, the action taken against the officers/officials involved in each of these financial irregularities?

Pir Syed Sadaruddin Shah Rashidi (Minister for Overseas Pakistanis and Human Resource Development): It is correct that the Audit of Employees' Old Age Benefit Institution (EOBI) has pointed out financial irregularities in the purchase of Land in Lahore and Sukkur, purchase of commercial plots in I-8, Markaz, Islamabad and purchases of 388 official's vehicles. The property in I-8, Markaz is subject of audit observations and Departmental Accounts Committee in its meeting held on 23-4-2013 has directed to keep the para pending till the satisfaction of audit by presenting a factual position.

As regards purchase of 388 vehicles, the Departmental Accounts Committee discussed the issue and dropped the para.

As regards action against the responsible officers, the FIA has initiated investigations into the purchase of Land in Lahore, and Sukkur. It has arrested the then Director General (Investment), Director (Investment) and the *Ex*-Convener of the Investment Committee.

The Honorable Supreme Court of Pakistan has taken a *Suo Moto* Notice in multi billion Rupees scam in the EOBI during the purchase of proprieties. The FIA has also seized the relevant record for their investigation which is still going on. Ministry of Overseas Pakistanis and Human Resource Development is not in a position at

this point of time to provide specific details. As and when the case is disposed off by the Honorable Supreme Court and record is retrieved from FIA the details will be provided.

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, I would like to ask the honourable Minister that what is the actual amount held at this moment in EOBI? Is it not a fact that this should have been distributed to the provinces after the 18th Amendment and except for the Supreme Court and FIA, has the Ministry itself initiated any disciplinary action against officials found responsible in financial misappropriation? Thank you, Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Minister for Overseas Pakistanis.

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: گزارش یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت بڑی رقم اس میں involved ہے۔ Safely کہا جاسکتا ہے کہ embezzlement ہوئی ہے لیکن جب یہ معاملہ Departmental Committee کے پاس جاتا تھا تو EOBI کے چیئرمین Minister Sahib کے بھائی تھے اور وہ اس کو آگے نہیں لانے دیتے تھے جس کی وجہ سے یہ اتنا عرصہ چلتا رہا till such time کہ سپریم کورٹ نے اس کا suo moto notice لیا اور انہوں نے پھر ایف آئی اے کو کہا کہ اس کا ریکارڈ بھی cease کرلے اور جو لوگ بادی النظر میں involved سمجھے جاتے تھے ان کی گرفتاریاں بھی ہوچکی ہیں لیکن ریکارڈ سارا ایف آئی اے کے پاس ہے۔ اس لیے محکمہ تو اس وقت کچھ نہیں کرسکتا لیکن ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ سپریم کورٹ اس کا decision دے تاکہ اس معاملے کو آگے بڑھایا جاسکے۔

جناب چیئرمین: جی سعید غنی صاحب۔

سینیٹر سعید غنی: جناب چیئرمین! میرا سوال یہ ہوگا، وزیر صاحب تو نہیں ہیں اور مجھے نہیں پتا کہ راجہ صاحب کے پاس یہ information ہے یا نہیں۔ عام طور پر ایف آئی اے کا طریقہ کار

یہ ہے کہ پہلے وہ تحقیقات کرتے ہیں اور پھر اس کے بعد ایف آئی آر درج کرتے ہیں اور پھر کارروائی کرتے ہیں۔ کیا یہ بات درست ہے کہ اس کیس کے اندر ایف آئی اے نے تحقیقات سے پہلے ہی ایف آئی آر درج کر لی؟

جناب چیئرمین: جی راجہ ظفر الحق صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: وہ ایف آئی آر بھی درج اسی وجہ سے ہوئی کہ جب suo moto notice لیا گیا تو سپریم کورٹ نے یہ کہا کہ اس معاملے میں stern action لیا جائے کیونکہ بہت بڑی رقم، billions of rupees اس میں involved ہیں اور یہ لوگ کہیں باہر نہ چلے جائیں اور ریکارڈ میں بھی tempering نہ ہوسکے لہذا وہ بھی cease کر لیا گیا۔

جناب چیئرمین: جی الیاس بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: میں معافی چاہتا ہوں کہ راجہ صاحب کو تکلیف دے رہا ہوں۔ بات یہ ہے کہ جو لوگ پکڑے گئے ہیں ان سے پیسوں کی کوئی recovery ہوئی ہے یا نہیں اور اب تک ان کا کیا ہوا؟ اس میں جو minister involved تھا اس سے پوچھا گیا یا نہیں؟

جناب چیئرمین: جی راجہ ظفر الحق صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: ابھی تک مزید اس میں پیش رفت نہیں ہوئی ہے ماسوائے اس کے کہ جو پراپرٹی انہوں نے خریدی تھی اس کی

نیلامی کے لیے ایک process شروع کیا گیا تھا لیکن وہ بھی Board of Trusties کے پاس ہے جو یہ طے کر رہے ہیں اور چند دن میں یہ ہو جائے گا کہ آیا اس کو نیلام کیا جائے یا کسی اور طریقے سے اس کو dispose of کیا جائے تا کہ ایسا نہ ہو کہ پہلے سے بھی زیادہ نقصان ہو جائے۔

جناب چیئرمین: سعید غنی صاحب! تین supplementary سوال ہو چکے ہیں۔

سینیٹر سعید غنی: Supplementary نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: اگر Supplementary نہیں ہے تو پھر کیا ہے؟

سینیٹر سعید غنی: جناب چیئرمین! میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں۔

جناب چیئرمین: وضاحت تو Government کرتی ہے۔

سینیٹر سعید غنی: جو راجہ صاحب بتا رہے ہیں تھوڑی سی میں اس میں correction کرنا چاہتا ہوں۔

Mr. Chairman: You facilitate to the Government.

سینیٹر سعید غنی: جناب چیئرمین! یہی سمجھ لیں۔

جناب چیئرمین: جی، سعید غنی صاحب۔

سینیٹر سعید غنی: جناب چیئرمین! ایک تو میری گزارش ہے کہ راجہ صاحب نے کہا کہ ابھی وہ BOT کے پاس ہے۔ میرے پاس چار پانچ دن پرانا اخبار ہے اس میں اس ساری پراپرٹی کی نیلامی کا اشتہار آیا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین! دوسری گزارش یہ ہے کہ Standing Committee میں یہ matter آیا تھا اور وہاں پر چیئرمین EOBI جو اس وقت موجود ہیں وہ بھی تھے اور اس کے ڈویژن کے جو سیکرٹری ہیں وہ بھی موجود تھے اور انہوں نے یہ بات تسلیم کی کہ سپریم کورٹ کے کہنے پر FIA نے جو FIRs درج کی ہیں اس کی وجہ سے problem یہ ہو رہی ہے کہ EOBI کے سسٹم کو اگر آپ سمجھیں تو اس کے اندر ایک پورا ڈویژن ہے جو investment کو دیکھتا ہے اور اس میں اس کے تمام ماہرین/افسران بیٹھتے ہیں۔ اس کے بعد اس کی Investment Committee ہے اور اس کے بعد BOT ہے۔ اب ہوا یہ ہے کہ سپریم کورٹ نے جب FIA کو کہا کہ آپ FIRs درج کریں تو انہوں نے یہ دیکھے بغیر کہ اس کے اندر

کس کا کردار بنتا ہے اور کس کے خلاف FIRs درج ہونی چاہییں۔ انہوں نے سب کے خلاف FIRs درج کرا دیں۔ اب اس سے ہوا یہ ہے کہ ایک آدمی اگر مجرم ہے اور آپ نے 35 آدمیوں کے خلاف FIR درج کرادی تو اس کا فائدہ اسی مجرم کو ہو رہا ہے کیونکہ اس میں بے گناہ لوگ بھی بہت آگئے ہیں۔ منسٹری کو بھی اس میں تھوڑا سا interest لینا چاہیے اور intervene کرنا چاہیے اور FIA کو سمجھانا چاہیے کہ جو قصوروار ہیں اس پورے معاملے کے اندر ان کے خلاف کارروائی کریں۔ سپریم کورٹ کے دباؤ میں آکر آپ بلاوجہ ایسے لوگوں کو بھی اس مقدمہ میں ڈال رہے ہیں جن کا اس معاملے میں بالکل ذرا برابر قصور نہیں ہے۔

Mr. Chairman: Next question No. 65. Mr. Abdul Nabi Bangash.

بنگش صاحب موجود نہیں ہیں۔

65. *Senator Abdul Nabi Bangash: Will the Minister for National Health Services, Regulations and Coordination be pleased to state the details of clinical laboratories in the country approved / authorized by World Health Organization?

Mrs. Saira Afzal Tarar: There are no clinical laboratories in the country approved / authorized by the World Health Organization.

Mr. Chairman: Next question No. 66. Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi.

66. *Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Will the Minister for Information Technology and Telecommunications be pleased to state:

(a) whether it is a fact that irregularities have been surfaced in the project of extension of optical fiber on the Coastal Highway, if so, the action taken against the persons found involved in the same and present status of the cases; and

(b) the estimated cost, date of initiation and projected time frame for completion of the said project?

Mrs. Anusha Rahman Ahmad Khan (Minister for Information Technology and Telecommunications): (a) Irregularities in the project of extension of Optical Fiber.

With respect to irregularities in the project of extension of Optical Fiber on the Coastal Highway, two fact finding inquiries were conducted. Based on these fact finding inquiries, on 11-10-2013 the Ministry of Information Technology and Telecommunications approved regular proceedings under the Efficiency and Discipline Rules. An Authorized Officer in terms of the Government Servants (Efficiency and Discipline) Rules, 1973 has been appointed in this regard.

(b) Estimated cost of the project: 627.137 M
Date of initiation of project: 23-04-2004
Project Completed 2008

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, I would like to ask the honourable Minister that these irregularities have been committed and they were of huge financial implications and yet no action has been taken against anyone and their reply that has been given in a very stereo typed way that it falls under the efficiency and disciplinary rules, of course everybody in the world knows that it falls under the efficiency and disciplinary rules. My question was that what action has been taken against the persons found involved in the same and the present status of the case? The answer has not been given sir. Thank you.

Mr. Chairman: Yes, Minister for Information Technology and Telecommunications.

Mrs. Anusha Rehman Ahmad Khan: Thank you, honourable Chairman! I am very glade that Mr. Mashhadi *sahib* has raised this question.

میں نے خود National Assembly کی Standing Committee میں اس issue پر کافی concerns raise کیے تھے اور National Assembly کی Standing Committee کی complaint کی بنیاد پر optical fiber پر انکوائری کی گئی تھی۔ جو کمیٹی کی directions پر investigation ہوئی جب preliminary fact finding تھی اس کی رپورٹ بھی 2012 میں کمیٹی کے سامنے لے کر گئی تھی۔ اس رپورٹ کے lay کرنے کے بعد کمیٹی نے جب اپنی directions دیں کہ اس fact finding سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس پراجیکٹ میں بے تحاشہ کرپشن کی گئی ہے۔ یہ پراجیکٹ 2002 میں conceive ہوا، 2008 میں technically ختم کر کے اس کا PC-4 بنا اور اس PC-4 کے بننے کے بعد جب Ministry of IT نے 2011 میں PC-4 کو approve کرنے کی بجائے اس کو physically انہوں نے کوشش کی کہ جا کر اس کو verify کریں تو پتا چلا کہ وہاں پر کافی malpractices ہیں۔ جو fact findings انہوں نے کی ہیں اس کی بنیاد اور

جو Standing Committee نے کروائی اس کی بنیاد وہ سب کسی procedural mechanism کے through نہیں ہوا۔ تو جب میں منسٹر بن کر آئی اور میں نے آکر ان سے پوچھا کہ وہ کیا status ہے، تو مجھے بتایا گیا کہ ستمبر 2012 میں جو کمیٹی کی رپورٹ lay ہوئی اس میں پچھلی Government نے کوئی کام نہیں کیا۔ ستمبر 2012 سے لے کر ہماری Government کے آنے تک اس issue پر Standing Committee کے کہنے پر fact finding ہوئی تھی کوئی action نہیں لیا گیا۔ میں نے آکر اس issue کو کھولا۔ میرے پاس ایک original copy تھی in fact I started the file a new based on the copy read I had with me as Member of the Opposition. جب وہ process شروع ہوا تو میرے سامنے دو باتیں لائی گئیں۔ ایک مجھے کہا گیا کہ Standing Committee کی findings ہیں وہ صرف ایک fact finding ہے وہ کوئی responsibility fix نہیں کر رہی ہے۔ تو ہم نے اس issue کو proper Rules کے تحت چلانا ہے۔ میں نے منسٹری کی اس recommendation کی بنیاد پر Estacode کے under ایک کمیٹی بنانے کے لیے NTC کو کہا اور انہیں کہا کہ آپ اس کی مجھے فوری طور پر رپورٹ دیں۔

چیئرمین صاحب! آپ سمجھتے ہیں کہ جن لوگوں نے یہ سارے کام کیے ہیں وہ وہیں رہ جاتے ہیں اور صرف political leaderships change ہوتی جاتی ہیں۔ جو لوگ NTC میں بیٹھے ہیں وہ اپنی interest کو guard کرنے کے لیے بیٹھے ہیں اور وہ اپنی پوری قوت لگا رہے ہیں کہ وہ اس شکنجے سے باہر نکل آئیں لیکن مشہدی صاحب میرے خیال میں Standing Committee میں اتنے ہی active ہوں گے۔ تو یہ issue جب میں نے NTC کو بھجوایا کہ آپ اس E&D Rules کے تحت کریں تو انہوں نے یہ issue منسٹری میں واپس دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس پر کوئی کام نہیں کر رہے ہیں۔ اس کو آپ سیدھا NAB میں بھیج دیں لیکن بغیر پڑھے ہوئے کے NTC کے Rules میں Efficiency and Discipline کے Rules کو adopt کرایا ہوا ہے۔آپ جانتے ہیں کہ جب تک judiciously ایک فورم پر proper inquiry نہ ہو، responsibility fix نہ ہو تو next forum پر judiciously argue نہیں ہو سکتا۔ میں سمجھتی ہوں کہ جو لوگ ذمہ دار ہیں وہ وہی بیٹھے ہیں تو وہ اس کو بڑی اچھی طرح سے guard کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے میں سمجھتی ہوں کہ اگر یہ کام ہم اچھی طرح سے کریں تو نتیجہ نکلے گا۔ اب جو کمیٹی بنی ہے ان لوگوں

نے دس ہزار حیلے بہانے بنائے لیکن اب Ministry of IT نے اس پر NTC کی تمام لیت و لعل کو ہٹا کر اپنے Member (Legal) کو nominate کیا ہے کہ وہ اس کی fact finding کریں within the next two weeks he has to give me the report, if he doesn't give me the report then I will take action against him and everybody else who has benefited and مشہدی صاحب کی میں بہت شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس question کو raise کیا اور میں یہ چاہوں گی کہ آپس میں میرے ساتھ مل کر اس issue پر نظر رکھیں۔ Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. Mohsin Leghari *sahib*.

سینیٹر محمد محسن خان لغاری: منسٹر صاحبہ نے خود ہی جواب دے دیا۔ میں نے پوچھنا تھا کہ کتنا وقت لگے گا۔ انہوں نے کہا کہ دو ہفتے کے اندر یہ رپورٹ final کریں گی۔

Mr. Chairman: Thank you. Syed Muzafar Shah *sahib*.

Senator Syed Muzafar Hussain Shah: Sir, will the Minister concerned be pleased to state that what are the specific allegations, against which persons and would she also be pleased to state as to what are the terms of reference before the inquiry committee for which the inquiry under the Inquiries Act is being contemplated? Thank you.

Mr. Chairman: Yes, Minister for Information Technology and Telecommunications.

محترمہ انوشہ رحمٰن احمد خان: جناب چیئرمین! initial fact finding کی جو رپورٹ ہے اس کی کاپی میرے پاس موجود ہے۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے توسط سے معزز ممبر کو فراہم کر سکتی ہوں۔ ستمبر 2012 کی جو fact finding رپورٹ تھی اس میں پانچ لوگوں پر responsibility کو identify کیا تھا۔ اس کے اندر پراجیکٹ ڈائریکٹر ہے اس کو poor project planning and

management کے لیے responsible کہا۔ اس کے چار basic areas ہیں جن کو fact finding میں identify کیا ہے جہاں پر allegedly corruption ہوئی ہے۔ ایک زمین جو acquire کی گئی ان علاقوں میں وہ زمین

was over and above the requirement that was needed for the laying of optic fiber cable.

نمبر دو، جو optic fiber cable acquire کی گئی ہے وہ 300 کلو میٹر تھی لیکن اس کو صرف 240 کلو میٹر میں ڈالا گیا۔ جو انہوں نے کھدائی کی اور کھدائی کے بعد جو optic fiber cable lay کی اس کے اوپر انہوں نے مٹی چھوڑ دی تو automatically اگر بارشیں ہوتی ہیں تو وہاں پر پانی مٹی سے penetrate کرتا ہے اور optic fiber cable وہاں وہاں سے service disconnect ہو گئی۔ تو یہ ساری indications جو تھیں جو South کا NTC کا Head ہے اس نے cooperate نہیں کیا اور انہوں نے proper information نہیں دی۔ Fact finding committee کے ساتھ کسی نے cooperate نہیں کیا۔ تو میں عرض کر رہی ہوں Honourable Member کو کہ یہ ساری چیزیں جو fact finding report کے اندر موجود ہیں اس کے TOR تھے کہ وہ جا کر fact finding کریں گے کیونکہ جیسا کہ میں نے آپ کو عرض کیا کہ جو لوگ ان سب چیزوں کو نیچے سے manoeuvre کرتے ہیں اور ان راستوں کو ڈھونڈتے ہیں جہاں سے weak out come نکلے اور اس کا conclusion کامیاب نہ ہو سکے۔ اسی وجہ سے مجھے E&D Rules کے نیچے اندر یہ ہدایات دیں کہ آپ responsibility fix کریں اور سزا تجویز کریں اگر یہ Member (Legal) سمجھتے ہیں جن کو یہ ذمہ داری ملی ہے کہ یہ انکوائری NAB کو ہی جاتی ہے اور وہ Project Director پر responsibility fix کرتے ہیں تو ہم اس کو accordingly ایک proper طریقہ کار کو at least follow کر رہے ہوں گے۔ Thank you.

Mr. Chairman: Next question No. 67. Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi.

67. *Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) whether there is any proposal under consideration of the Government to construct a new link road to the new Benazir Bhutto International Airport, Islamabad, despite the fact that a road facility to that airport already exists, if so, the reasons for construction of the new road; and

(b) the estimated cost of the said new road?

Minister for Communications: (a) Yes, there is a proposal under consideration to construct a link road to New Benazir Bhutto International Airport (NBBIA) with Rawalpindi and Islamabad.

There does not exist any road facility which connects the new airport with the twin cities as yet. The connection comprises of a 4-lane facility from Islamabad to the airport. However, in order to provide additional linkages to new airport other options are also under consideration.

(b) To undertake the Project titled "Construction of (NBBIA) on Built-Operate-Transfer (BOT) basis", project cost quoted by M/s Frontier Works Organization/Technical Associates (Pvt) Limited (Joint Venture) is Rs. 7,149 million.

Mr. Chairman: Any supplementary.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, I am very glad that we have a new airport coming up Bhutto International Airport and there will be a road also. At the moment they are telling us that there is no link road, linking the airport with the twin cities. Sir, if the honourable Minister could kindly let me know what will be the length of this 4 lane faculty from Islamabad, Rawlapindi to the new airport and when is it likely to be completed? Thank you.

جناب چیئرمین: جی وزیر برائے مواصلات۔

محترمہ انوشہ رحمٰن احمد خان: شکریہ جناب چیئرمین! Ministry of Communication کے behalf پر مجھے یہ سوال سونپا گیا ہے۔ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ فتح جنگ روڈ کا جو راستہ ہے یہ واحد راستہ ہے جو نئے ائرپورٹ کو link کرے گا یہ تقریباً 15.2 کلومیٹر کی چار لین کی سڑک ہے جو بنائی جا رہی ہے۔ Link road کا تقریباً ساڑھے چار کلومیٹر کا فاصلہ ہے کیونکہ فتح جنگ روڈ ٹریفک کو برداشت نہیں کر سکتی اس کو extend کرنے کی ضرورت موجود ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو ساڑھے چار کلومیٹر کی سڑک ہے وہ کالونیوں کے درمیان سے گزرتی ہے اور ان کالونیوں نے یہ زمین مفت دینے کا اعادہ کیا ہے۔

جناب چیئرمین: جی، زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: میرے سوال کو معزز وزیر صاحبہ نے آسان کر دیا یہ بالکل صحیح کہہ رہی ہیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو دو کالونیوں کے درمیان ہاؤسنگ سوسائٹی کے درمیان کشمیر ہائی وے جا رہی ہے، یہ ٹول پلازہ کو cross کرکے zero point پر جاتی ہے جس سے ایم ون اور ایم ٹو کا راستہ الگ ہو جاتا ہے، کیا اس پر اتنی ہی cost آئے گی جتنے کی یہ بنی ہے۔ بالکل یہ صحیح کہہ رہی ہیں کہ زمین مفت مل رہی ہے۔ آیا حکومت کے پاس اس کو بنانے کے لیے کوئی پیسہ نہیں ہے، یا کیا رکاوٹیں ہیں کہ اس پر ابھی تک فیصلہ نہیں کیا جا رہا؟

جناب چیئرمین: وزیر برائے مواصلات۔

محترمہ انوشہ رحمٰن احمد خان: انہوں نے بڑی detail طلب سوال کر لیا ہے اور I would request زاہد خان صاحب اس پر اگر نیا سوال دے دیں تو I am sure the Government will be able to answer the specific to you accordingly.

جناب چیئرمین: جی جعفر اقبال صاحب۔

سینیٹر چوہدری محمد جعفر اقبال: شکریہ، جناب چیئرمین! جواب کا دوسرا حصہ ہے however, in order to provide additional linkages to the new airport the other options are also under consideration. کیا وزیر صاحبہ بتائیں گی کہ وہ کون سے others options ہیں جو اس میں link کریں گے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر برائے مواصلات۔

محترمہ انوشہ رحمٰن احمد خان: پلاننگ ڈویژن نے کچھ recommendations اس پراجیکٹ پر مزید طلب کی ہیں، ہماری یہ ذمہ داری تھی کہ ہم ہاؤس کے سامنے یہ بات lay کر دیتے کہ عین ممکن ہے کہ مزید تجاویز اگر Planning Division incorporate کر لیتی ہے تو پھر نئی سکیم آپ کے سامنے آنے کی flexibility ہو گی اور ممکن ہے ایسے ہو جائے۔

جناب چیئرمین: جی ہمایوں خان صاحب۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: جناب والا! یہاں پر بتایا گیا ہے کہ یہ سڑک FWO کو دی گئی ہے۔ یہ پیپرا رول کے مطابق دی گئی ہے یا وہی طریقہ ہے کہ حکومت کے آرڈر سے FWO کو تمام projects دیئے جاتے ہیں، اس وقت ہماری construction industry کے پاس کوئی بزنس نہیں ہے اور اس کا بھٹہ بیٹھ گیا ہے۔ اگر بلوچستان جہاں پر law and order کا مسئلہ ہے یا دوسرا مسئلہ ہے، یا بالکل کوئی بارڈر کے پاس کام ہے جو عام کنسٹریکشن کمپنی نہیں کر سکتی ہے اس کا تو ٹھیک ہے

لیکن یہ تو اسلام آباد سے لنک ہو رہا ہے، اسلام آباد کے پاس ہے، اس طرح کے پراجیکٹس FWO کو دینا، یہ نہ میڈیا میں آیا ہے، نہ advertise ہوا ہے، نہ اس پر میں نے bidding کا سنا تھا۔

Mr. Chairman: You want an open competition. Yes Minister *sahiba*.

محترمہ انوشہ رحمٰن احمد خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! جو مجھے منسٹری کی طرف سے اطلاعات دی گئی ہیں وہ یہ ہیں کہ NHA نے کمرشل feasibility کے لیے consultant سے تجاویز مانگی اور FWO نے BOT کے تحت bids جمع کروائی جس کی مالیت تقریباً سات ارب روپے ہے۔ So it seems that it has come through the PPRA rules. However, if the member is concerned, perhaps a fresh question in detail specifically asking about this would be very helpful. Thank you.

Mr. Chairman: Next question No. 68. Mr. Abdul Haseeb khan.

68. ***Senator Abdul Haseeb Khan:** Will the Minister for Education, Trainings and Standards in Higher Education be pleased to state whether it is a fact that allocation for education sector has to be raised up−to seven percent of the GDP by the financial year 2015 as provided in Education Policy 2009, if so, the present position of the same?

Mr. Muhammad Baligh Ur Rehman (Minister for Education, Trainings and Standards in Higher Education): National Education Policy 2009 aimed at increasing public expenditure on education upto 7 percent of GDP by 2015.

The education expenditure amounted to 2% of Gross National Product (GNP) in 2011-12, 1.7 % of GNP in 2010-11, 2% of GNP in 2009-10. (Economic Survey of Pakistan 2012-13).

The Question Hour is over. Leave Applications. موجود نہیں ہیں۔

Leave of Absence

جناب چیئرمین: جناب عثمان سیف اللہ خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 12 دسمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: پروفیسر ساجد میر صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 13 دسمبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب مشاہد اللہ صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 02 تا 11 دسمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے، کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: Before we proceed to the discussion on the commenced business

راجہ صاحب اگر ہم discussion سے پہلے call attention notice لے لیں۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: جی میاں صاحب۔

Point of Order:

On Meeting of Council of Common Interests and its Statement of Finance Minister on Different Subjects

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, I would like to take you to Article 154 of the Constitution. Article 153 of the Constitution creates the Council of Common Interests and Article 154 of the Constitution lays down the functions and the rules and the procedure.

جو Council of Common Interests نے follow کرنا ہے۔ اب میں آپ کو Article 154 کی Clause 3 پر لے کر جانا چاہوں گا۔ Clause 3 says that the Council which means the Council of Common Interests shall have a permanent secretariat.

Mr. Chairman: Raja Zafar-ul-Haq *sahib*, an important issue being raised, Constitutional issue being raised by Mian Raza Rabbani *sahib*.

اس پر ڈار صاحب respond کریں گے یا آپ کریں گے؟

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, we were on Clause 3 of Article 154 of the Constitution and Clause 3 says, Mr. Chairman, that the Council shall have a permanent Secretariat and shall meet at least once in 90 days this is a Constitutional mandate which has been introduced by the 18th Amendment

اور یہ اس لیے ڈالی گئی اور consciously ڈالی گئی کہ جو Federal Legislative List Part 2 ہے اس کے ذریعے سے اور جس کو Council of Common Interests control کرتا ہے جس میں چاروں صوبے موجود ہیں، جس میں ایک joint collective leadership and policy formation on natural resources and related institutions and companies تھا اس کے لیے یہ ڈالا گیا۔ اب Council of Common Interests کا اٹھارھویں ترمیم کے بعد ایک نہایت اہم رول ہوگا لیکن مجھے افسوس سے یہ بات کرنی پڑ رہی ہے کہ آئین کے اس آرٹیکل کی اور بالخصوص کلاز ۳ کی موجودہ حکومت نے violation کی ہے۔ میری اطلاعات کے مطابق جو آخری میٹنگ Council of Common Interests کی ہوئی تھی وہ 31 جولائی 2013 کو ہوئی تھی۔ آج 135 days have passed کہاں نوے دن اور کہاں 135 دن have passed and no meeting of the Council of Common Interests has taken place. اس سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ حکومت دوبارہ centralization کی طرف بڑھ رہی ہے اور تمام تر فیصلے Federal Executive Body کر رہی ہے۔ پارلیمان کو بھی bypass کیا جا رہا ہے، Ordinances کے ذریعے سے اہم بل لائے جا رہے ہیں۔ آج چھ سات مہینے نیشنل اسمبلی کو بنے ہوئے ہو چکے ہیں اور ایک بل قومی اسمبلی نے آج دن تک پاس نہیں کیا اور جب سے یہ حکومت آئی ہے ایک بھی بل سینیٹ آف پاکستان نے پاس نہیں کیا۔ اس کے برعکس SROs کے ذریعے amnesty schemes دی جا رہی ہیں، flimsy sections of the Income Tax Ordinance پر rely کیا جا رہا ہے۔ ایسے قوانین جیسے Defence of Pakistan Ordinance which hits the fundamental rights, اس کو اور Anti Terrorist Act کو Ordinance کے ذریعے نافذ کیا جا رہا ہے۔ آپ کے پاس ہمارا ایک Privilege Motion pending ہے اور سینیٹ کے سامنے ان Ordinances کو lay نہیں کیا گیا اور جان بوجھ کر ایسا کیا گیا تا کہ ان کو قومی اسمبلی میں لے لیا جائے۔ پہلے military dictators quasi Presidential form of Government نافذ کر رہے تھے اب quasi executive form of government کو نافذ کیا جا رہا ہے۔ 135 days have lapsed and the requirement of the Constitution is 90 days.

Mr. Chairman: Yes, Raja Zafar-ul-Haq *sahib.*

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: شکریہ۔ جناب چیئرمین! ایک تو پچھلے دنوں یہ سوال اٹھایا گیا تھا کہ Constitution کے تحت جو Council of Common Interests ہے، اس کا اجلاس بلایا جانا چاہیے۔ بیشک آئین میں یہ provision موجود ہے اور اس پر عمل درآمد بھی ضروری ہے۔ اس کا ایجنڈا تیار کیا جا رہا ہے and within the shortest possible time, انشاء اللہ اس کا اجلاس بھی بلالیا جائے گا۔

Senator Mian Raza Rabbani: I am sorry, sir! With due respect, sir, this is a Constitutional requirement......

جناب چیئرمین: میاں صاحب! ان کو complete کرنے دیں، آپ کو دوبارہ موقع دیں گے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: انہوں نے جو فرمایا، جہاں تک Council of Common Interests کا تعلق ہے کہ اس کا ایجنڈا تیار کیا جا رہا ہے۔ آئین 90 days دے رہا ہے۔ آپ نے 135 days گزار دیے ہیں اور ابھی تک ایجنڈا تیار نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! ان کو complete کرنے دیں۔ آپ کو بالکل موقع دیں گے۔ Let him conclude. ان کا جواب آنے دیں، دیکھیں کہ راجہ صاحب تفصیل سے کیا جواب دینا چاہتے ہیں۔ پھر آپ کو ضرور موقع دیں گے۔ جی راجہ صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: دیکھیں جی، میں نے آج تک یہ احتیاط کی ہے کہ جو سوال اس طرف سے آیا ہے اور جس کی ذمہ داری میں نے اٹھائی ہے، اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے، میں نے اسے پورا کرنے کی کوشش کی ہے اور ہوا بھی ہے۔ اسی طریقے سے جو پچھلے دنوں یہ آیا تھا کہ companies کے board of directors کون ہیں تو میں نے یہ کہا تھا کہ اس کی فہرست بھی لائی جائے گی اور میں توقع کرتا ہوں کہ اسحٰق ڈار صاحب آج موجود ہیں اور وہ اس بارے میں آج اس ایوان کو اعتماد میں لیں گا۔ یہ جو Council of Common Interests ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ items تو وہ

موجود ہیں جو ایجنڈے میں ہونے چاہییں لیکن وہ specific agenda جو اگلی meeting کے لیے ہونا ہے، اس کے لیے میں نے یہ کہا ہے کہ وہ تیار ہو رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کا اجلاس ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! میری ایک بات سن لیں۔ It almost amounts to conceding one thing, this is what Raja *sahib* has said that he is conceding that it could not be held within those 90 days. اس بارے میں تو انہوں نے یہ نہیں کہا کہ جی 90 days نہیں گزرے۔ He almost admits that اور پھر انہوں نے جواب دیا ہے کہ جی ہم نے اس کا agenda تیار کیا ہے۔ Now, point is this whether you still want to raise this that why that has not been done within 90 days.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, this is a very fundamental question. One of the authors is sitting right next to Raja *sahib* and one of the authors is also sitting here, Khattak *sahib*, they will bear me out, Council of Common Interests

کو جس طرح envisage کیا گیا تھا اٹھارھویں ترمیم میں، it is almost parallel to the Cabinet کیونکہ اٹھارھویں ترمیم کے بعد جتنا کام Federal Legislative List Part 2 میں اب آ گیا ہے، اس میں یہ رکھا گیا تھا اور خاص طور پر یہ 90 days کی provision رکھی گئی تھی۔ اب اس سے جو صورتحال پیدا ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ 90 days کی بجائے 135 days گزر گئے ہیں اور یہ کہا جا رہا ہے کہ جی ایجنڈا موجود نہیں ہے۔ There is a plethora of agenda which is available, جو صوبوں نے move کیا ہوا ہے لیکن یہ ایک mindset کو reflect کر رہا ہے اور وہ mindset ایک quasi Executive form of Government کی طرف لے جا رہا ہے۔ لہٰذا Opposition اس Constitutional violation کے خلاف ایک ٹوکن واک آؤٹ کر رہی ہے۔

(اس موقع پر اپوزیشن کے اراکین نے ٹوکن واک آؤٹ کیا)

جناب چیئرمین: جی جعفر اقبال صاحب۔

سینیٹر چوہدری محمد جعفر اقبال: شکریہ، جناب چیئرمین! بہتر یہ ہوتا کہ محترم رضا ربانی صاحب بھی یہاں موجود ہوتے اور میری اس بات کے بعد وہ جواب دیتے لیکن پھر بھی جب وہ ایوان میں واپس آئیں تو اس کا جواب دے دیں۔ جناب چیئرمین! اگر آپ Article 153 دیکھیں اور اگر اس کی Clause 4 دیکھیں تو اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ،

> "The Council shall be responsible to Majlis-e-Shoora [Parliament] and shall submit an Annual Report to both the Houses of Majlis-e-Shoora [Parliament]".

یہاں پر معزز رکن یہ کہہ رہے تھے کہ ابھی موجودہ حکومت جس کو ابھی صرف پانچ یا چھ ماہ ہوئے ہیں اور جس طرح سے قائد ایوان نے ان کو جواب دیا کہ یہ چند دن زیادہ ہوئے جس کی انہوں نے وضاحت دی۔ میں معزز رکن سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پانچ سال ان کی حکومت یعنی پیپلز پارٹی کی حکومت رہی، کیا انہوں نے اس Article 153(4) کے مطابق ہر سال CCI کی meetings کی report سے پارلیمنٹ کو آگاہ کیا؟ جہاں تک میری information ہے جناب چیئرمین! کہ ان پانچ سالوں میں انہوں نے شاید ایک آدھ report Parliament میں table کی ہو لیکن جو یہ یہاں پر پارلیمنٹ کے وقار کی بات کر رہے ہیں، میں بھی اسی طرح ان کے ساتھ supporter ہوں اس کا upper hand ہونا چاہیے لیکن انہوں نے خود پارلیمنٹ کی violation کی، اس آئین کی violation کی۔ جناب چیئرمین! ان پانچ سالوں میں شاید ایک رپورٹ پیش کی گئی ہو اس کے علاوہ پارلیمنٹ کو اس CCI کی کوئی رپورٹ نہیں ملی۔ لہٰذا میں آپ کی وساطت سے، جب یہ واپس تشریف لائیں تو ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے ان پانچ سالوں میں خود آئین کی کیوں خلاف ورزی کی ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: مشاہد اللہ خان صاحب! اپوزیشن کے دوستوں کو منا لائیں تا کہ ہم آگے proceed کر سکیں۔

(Pause)

جناب چیئرمین: راجہ ظفر الحق صاحب، ایک calling attention notice for the Minister for Interior ہے۔ اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (وفاقی وزیر خزانہ): میرے جو دوست وہاں بیٹھے ہوئے ہیں، آپ کے ذریعے ان کو اپیل کر رہا ہوں کہ وہ آجائیں۔

جناب چیئرمین: میں نے آپ کے پارلیمانی لیڈر مشاہد اللہ خان صاحب کو بھیجا ہے کہ اپوزیشن کو لے آئیں تو ہم proceedings آگے جاری رکھ سکیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں ان کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہتا ہوں۔

(اس موقع پر اپوزیشن کے ممبران ایوان میں واپس آگئے)

جناب چیئرمین: اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! میں بہت مشکور ہوں، مجھے اس ایوان سے راجہ ظفر الحق صاحب کے ذریعے پیغام ملا تھا۔ میں سب سے پہلے ایوان میں دونوں طرف کے اپنے تمام ساتھیوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے ان کے پیغامات، پھول اور good wishes ملتی رہیں۔ ڈاکٹر نے مجھے تین ہفتے کے لیے ground کیا تھا۔ میں پہلے ایک ہفتے تو اپنے bed room سے کام چلا رہا تھا لیکن کام اتنے زیادہ ہیں اور کچھ ایسے forums ہیں، ہماری Economic Committee, ECC or ECNEC جیسے forums avoid نہیں ہو سکتے کیونکہ وہاں فیصلے منٹوں میں ہونے ہوتے ہیں اور میں اپنی وہ ذمہ داری پوری کر رہا تھا۔ میں دل کی گہرائی سے سب ساتھیوں کا مشکور ہوں جو میری خیریت معلوم کرتے رہے جن میں میرے بھائی رضا ربانی اور سب ساتھی موجود ہیں۔

راجہ صاحب نے مجھے فرمایا تھا کہ جن 31 companies کو circular debt کی payments کی گئی تھیں، ان companies کے directors کی list ایوان میں چاہیے۔ میں نے وہ

Security Exchange Commission of Pakistan سے list بنوا کر اس کی ایک کاپی لائبریری میں رکھوا دی ہے، ایک کاپی میں نے آج صبح جناب کے دفتر میں بھجوا دی ہے اور ایک کاپی آپ کو record کے لیے پیش کر دیتا ہوں تا کہ یہ آپ کے record پر ہو۔ اگر کسی ساتھی کو ان 31 companies کی directorship کی information چاہیے تو Security Exchange Commission of Pakistan کی طرف سے وہ list آپ کے دفتر اور لائبریری میں بھی موجود ہے۔

Mr. Chairman: Thank you. This document which you have delivered here would be the part of the proceedings of the House now.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: شکریہ۔ مجھے راجہ صاحب نے بھی فرمایا اور مجھے پتا چلا، ظاہر ہے میری علالت کی وجہ سے کسی دوسرے وزیر نے ان سوالات کے جوابات دینے تھے۔ انہوں نے جوابات دیے اور کچھ سوالوں پر کافی بحث بھی ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ there is communication gap, perhaps there is a lack of proper information. میرا خیال ہے کہ over 20 years I have been part of these two Houses. اس دوران میرے کئی ساتھی ہیں جن کے ساتھ میں نے علیحدہ علیحدہ tenures میں کام کیا اور کئی ایک continue بھی کر رہے ہیں۔ Mr. Chairman, I believe in transparency. وہ ساری information on website of the Ministry of Finance within 48 hours ڈال دی گئی تھی، اگر کسی ساتھی نے اس کو download نہ کیا ہو تو اس میں میرا قصور نہیں ہے۔ جتنے بھی issues raise ہوئے اور with all due respect, the Chair has the prerogative لیکن میرا خیال ہے کہ آپ شاید اس session کو Chair نہیں کر رہے تھے with all due respect, it was grossly unfair کہ ایک فیصلہ ہو گیا کہ تین supplementary ہوں گے، تین نہیں چار، پانچ ہو جائیں مگر ایک گھنٹہ اس کو ridicule کرنا مناسب نہیں ہے۔ I expected from my colleagues from both Houses, keeping in view my serious illness کہ وہ کم از کم مجھے بلا کر سب کچھ پوچھ لیں گے۔ میں اس کے لیے تیار ہوں اور I will give a complete, comprehensive and

میں detailed briefing of every penny of this because I am trustee. and this is which I follow. I think سب سے پہلے اللہ کو جواب دہ ہوں۔ یہ میرا ایمان ہے the people like Raza Rabbani, Farooq Naik or Raja *sahib* and all میرے پاس ہر چیز کا جواب who have worked with me, they know this thing. session تیار ہے۔ آج جمعہ ہے اور شاید آپ prorogue نہیں کر رہے، مجھے اس لیے بھی جلدی تھی کہ because I, like my friends and colleagues know prorogue ہو رہا ہے everything. Don't work or talk on speculation. I think you should میں اُدھر بیٹھوں یا اِدھر بیٹھوں اور مجھے یاد ہے کہ جب میں اُدھر بیٹھا کرتا تھا have trusted me. جب ادھر سے سوال ہوتے تھے اور وزیر صاحبان confuse ہو کر جواب نہیں دے پاتے تھے تو میں وہاں سے اٹھ کر بتاتا تھا بلکہ مجھے رضا ربانی صاحب کہتے تھے کہ ''تینوں کی problem پئی اے اینوں bail out کرن دی''۔ میں وہ انسان ہوں جو وہاں بیٹھ کر بھی resist نہیں کرتا میں کہتا ہوں کہ پاکستان کی کسی چیز یا matter کا نقصان نہ ہو۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان برائے نماز جمعہ سنائی دی)

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میرے پاس Finance, Economic Affairs, Privatization, Statistics, Revenue 5 divisions ہیں، I am your trustee, I am representative of the Parliament and please rest assure کہ پانچ مہینوں میں میرے اصولوں میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ میں اِدھر بیٹھوں یا اُدھر بیٹھوں، آپ جو information کہیں گے وہ transparent طریقے سے پیش کی جائے گی۔ میں اس چیز پر believe کرتا ہوں اور remember I don't know how many کہ اس ملک میں IMF کی documents are used to be put in the best closet of the Cabinet. راجہ صاحب اور میں بھی cabinet member تھے، ان کی بھی حکومتیں رہی ہیں، کبھی کسی دوسرے وزیر کو ماسوائے Finance Minister or Prime Minister پتا نہیں ہوتا تھا it was me on the 1st of January 1999 who decided to put this on website. It is your

property, it is property of one hundred and eighty million people of Pakistan. Why should we hide anything? میری گزارش ہے کہ please have a faith. میں نے وہ transcript منگوا کر دیکھی ہے اور جیسا کہ میں نے کہا کہ it is a new precedent کہ آپ کی غیر موجودگی میں ایک سوال پر we spent almost an hour اور وہ تمام سوالات مفروضوں پر مبنی ہیں کہ نوٹ چھاپ کر پیسے دے دیے گئے۔ کیسے دیے، کہاں سے آئے، کہاں چلے گئے؟ I am ready with everything. میں یہ بھی بتاؤں گا کہ کتنے نوٹ چھپے، کس کس کو ملے، یہ بھی بتاؤں گا کہ میں نے وہ کیسے arrange کیے۔ میرا خیال تھا کہ میرے بھائی اس پر مجھے appreciate کریں گے کہ مجھے گند کی جو legacy ملی، میں نے وہ صاف کی اور financial discipline کے ذریعے by clearing that debt of 70 billion پاکستان کی interest cost save ہو رہی ہے and you will see that how much cash have been used. میرا خیال تھا کہ مجھے میرے بھائی اور دوست appreciate کریں گے۔ کچھ مہمان اداکار Ministry of Finance میں چند ہفتے رہے، جاتے جاتے انہوں نے جو کام دکھائے وہ تو unbelievable ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ transparent طریقے سے اس ایوان کو ہر چیز کا پتا ہونا چاہیے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ میں عادتاً غلط چیز کو ٹھیک تو کرتا ہوں لیکن جس نے غلط کیا ہو، اس کو expose نہیں کرتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کو ہر چیز کا پتا ہونا چاہیے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ میری یہ عادت ہے کہ میں غلط چیز کو ٹھیک تو کرتا ہوں لیکن جس نے غلط کیا ہوتا ہے اس کو expose نہیں کرتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر بندے کی عزت و احترام ہے، چاہے وہ ادھر ہے یا ادھر ہے، ہم کئی دفعہ ادھر بیٹھے ہیں اور کئی دفعہ ادھر بیٹھے، نیشنل اسمبلی میں دو دفعہ بیٹھے، دو دفعہ ادھر بیٹھے۔ میری گزارش ہے کہ آپ مجھے بتادیں، جتنی تشنگی ہے وہ دور کی جائے گی۔ ایک ایک چیز پر اس ہاؤس کا، نیشنل اسمبلی کا right ہے، میری جو تین ہفتے کی absence ہے اس کا میں جواب دوں گا۔ آپ اگر آج prorogue نہیں کر رہے اور ابھی جمعہ کا وقت ہو جائے گا you would have to give me about an hour and I will give them not only کہ جو سوالات ہوئے تھے اس کے بارے میں جواب دوں تا کہ میرے ساتھیوں بہن بھائی کو پتا ہو اور مفروضوں پر presumptive bases پر یا talk shows میں باتیں نہ کریں۔

جناب چیئرمین! اگر آپ prorogue نہیں کر رہے ہیں، I am not sure اگر آپ prorogue کر رہے ہیں تو I would request to have adjourned this session now, after *Jumma* prayer I would like to share everything with my brothers and sisters here, if you are not proroguing then I think let's have میری Monday and Tuesday کو commitment ہے، Wednesday کو کر لیں، جو ہاؤس فیصلہ کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا right ہے اور میری یہ ڈیوٹی اور responsibility ہے کہ میں transparent طریقے سے جواب دوں، میں نے وہ سارا transcript دیکھا ہوا ہے، میں نے سارے سوالات نوٹ کر لیے ہیں and I think I would like to share with this House and with the other House also. I have taken also the questions from the other House. میرا خیال ہے کہ it has been little unfair to me کہ اتنی good wishes کے ساتھ ساتھ میری absence کا فائدہ اٹھا کر مفروضوں پر باتیں کی گئیں وہ مناسب نہیں ہے۔ بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you, Ishaq Dar *sahib,* there is already motion under Rule 60 with the Secretariat on this particular subject. If there is sense of the House, this can be debated under Rule 218.

اگر آپ سمجھتے ہیں اور یہاں پر میاں صاحب اور فاروق نائیک صاحب بھی موجود ہیں کہ keeping in view the importance of this issue اور آپ کی absence میں بات ہوئی اور آپ نے یہ کہا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دے، don't take much burden کیونکہ آپ نے مجبوری بھی ظاہر کی ہے۔ حکومتوں کے معاملات اور نظام دنیا چلتا رہتا ہے لیکن آپ اپنی صحت کا ضرور خیال رکھیں۔ Let's have an opinion from both sides, if they want to have a discussion on this issue under Rule 218, اگر motion لانا چاہتے ہیں تو

it is up to the House, we can have it. Second thing is that so far I have not received any prorogation order. It means that we will continue for the next week also.

جی اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: شکریہ۔ جناب چیئرمین! اگر یہ motion نہیں بھی لائیں گے تو میں نے تو information دینی ہے،

it is my right to give a policy statement as a Minister, under the rules.

Mr. Chairman: Obviously, it is.

Senator Muhammad Ishaq Dar: In either case I am going to share the information. I think the lack of knowledge would not help.

جناب! میں نے بجٹ کی speech میں بھی گزارش یہ کی تھی کہ this country needs three years of this politics closed, ہمیں پاکستان کو سیدھا کرنا ہے، challenge is grave, on economy side, on energy side, on security side, میں نے کہا تھا کہ let's work together اور یہ ہماری گورنمنٹ کا categorical decision ہے کہ ہم نے ہر ایک کو ساتھ لے کر چلنا ہے اور ہم نے ایک consensus کے ساتھ آگے بڑھنا ہے۔ I am sure جب میرے ساتھیوں کو تفصیل پتا چلے گی their mindset would be different. دوسرا میں عرض کروں کہ میاں رضا ربانی صاحب میرے بہت پیارے بھائی ہیں، انہوں نے CCI کا سوال اٹھایا، راجہ صاحب نے جواب بھی دیا but he was still in mood to settle it اور پھر جعفر اقبال صاحب نے بھی account settle کر دیا کہ پانچ سال میں جو report دی گئی تھی there was violation. Obviously two wrongs, don't make one right. Please show magnanimity that in five months two meetings of CCI were already

میں جانتا ہوں کہ ان 90 days میں چاہے دو سے دس بھی meetings کر لیں یہ ضروری ہے held.
لیکن تھوڑی سی تو آپ magnanimity دکھائیں، ان days 90میں CCI کی دو meetingsہو چکی ہیں

instead of one. So, I think be magnanimous on that account.

جناب چیئرمین: شکریہ ڈار صاحب۔ میاں رضا ربانی صاحب! آپ اسی پر جواب دینا چاہتے ہیں؟

Senator Mian Raza Rabbani: No sir, not on the CCI, on the other issue.

جوissueڈار صاحب نے اٹھایا ہے۔ اس میں صورتحال یہ ہے کہ there is already a motion under Rule 60 and that is the most appropriate motion, the question is arising out of a question and therefore, I think on Wednesday, if Dar *sahib* is free. I have spoken to the Leader of the House, we can have that discussion on under Rule 60 on Wednesday and through you sir, I would again request Dar *sahib* کہ جو IMF کا agreementہے اس کو تو floor of the House پر lay کر دیں۔ آج ان کے اپنے منسٹر کی پریس کانفرنس ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ پہلی جنوری سے گیس کے نرخ دوبارہ بڑھائے جائیں گے، وہ IMF کی conditionalityہے۔ ہم اس وجہ سے بڑھا رہے ہیں۔ یہ آج کے اخبار میں ان کی پریس کانفرنس رپورٹ ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: جی اسحاق ڈار صاحب۔

Senator Muhamamd Ishaq Dar: Mr. Chairman! that was already put on website as I have said earlier. *Masha Allah*, Raza *sahib* is computer literate and so is every member of this House. Please download, see which date we have put it on the

website of the Ministry of Finance. It is my standing instruction and under any rule, it is not required to be laid in the House under any statute or Constitution but I am prepared, if you want me to provide you copies and make that all bulk expenditure. No, problem, you are most welcome.

دوسرا جو انہوں نے فرمایا ہے اور میرا خیال ہے کہ جہاں تک میں نے شاہد خاقان صاحب کو سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ there is a cost subsidy, there is captive power. People have actually put. جناب! یہی ہوتا ہے اور communication gap کی وجہ سے سمجھ نہیں آتی۔ رضا صاحب، ادھر بیٹھ کر شاید اسے as Opposition اپنے طریقے سے صحیح پڑھ رہے ہیں۔ مجھے یہ سمجھ آئی ہے کہ captive power یہ ہے کہ اگر میں Industrialist ہوں and gas is being sold very cheap in Pakistan. I guarantee here, there will be no increase on domestic. Please don’t read it like this. اس میں domestic consumers کا کوئی معاملہ under consideration نہیں ہے، Shahid Khaqan Abbasi did not mean that.

دوسرا یہ کہ یہ جو captive power ہے وہ اب business بنا لیا گیا ہے، پانچ چھ روپے کے furnace oil پر بنایا تو 23 روپے کا یونٹ پڑ رہا ہے۔ گیس جو اتنی سستی ترین ہے اور آپ کو یاد ہو گا کہ ان کی گورنمنٹ میں gas infrastructure surcharge لگایا گیا تو ڈاکٹر عاصم کہتا رہا کہ ہم تو throwaway کر رہے ہیں، international price is almost 16 cents, local price is almost 6 cents then you can imagine. اس power کو آپ اپنی انڈسٹری میں استعمال کریں، production کریں اور GDP growth کریں۔ آپ وہ power بیچ رہے ہیں یعنی it has become their profitable business, اگر شاہد خاقان عباسی وہی گیس جو آپ کے public sector میں generate ہوئی ہے، اس کو پیسے transfer کر دیتا ہے تو

it is a win−win situation. You would be saving 50 billion rupees. You are actually taking away from the industrialist, who are abusing

the cheap gas provision to this country at a price of 6 rupees; generating this cheap electricity and then selling it on12, 13, 14 rupees to the government of Pakistan.

میرا مطلب ہے کہ آپ اسے سمجھ لیں اور پھر اس کے ساتھ چلیں۔ Shahid Khaqan has discussed this matter with me yesterday and I think it is a very good thing کہ اگر وہ 53 billion کا ان سے لے رہا ہے تو ایک طرف تو آپ ہمیشہ anti–industrialist کی بات کرتے ہیں، anti–business کی بات کرتے ہیں۔ Now we are taking action against them کہ بھئی آپ windfall مت بناؤ، اگر آپ نے windfall بنائی ہے تو why we should not give to the State enterprise, the Genco جو پاکستان کی، حکومت کی اور پبلک کی ہے۔ وہی پیسے ہم ان کو transfer کر دیں

Which means you will be saving 50 billion of subsidy. I mean these things, please appreciate and lead in the right direction. If there is not understanding, I can understand that obviously Mian *sahib* must have gone into the background but this is the background which he coincidently discussed with me yesterday but let me assure the House on behalf of the Government of Pakistan, there is nothing under consideration for the increase of gas prices for the domestic consumer.

جناب چیئرمین: جی میاں رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! پہلی تو یہ بات ہے کہ میں نے domestic consumer کی بات نہیں کی تھی اور نہ ہی میں یہاں پر industrialist کو defend کر رہا ہوں کہ ان پر taxes نہیں ہونے چاہییں۔ میں صرف IMF کی conditionalities پر عرض کر رہا ہوں۔ ڈار صاحب! آپ آج کا Dawn پڑھیں، page 3 پر پیٹرولیم منسٹر کی پریس کانفرنس ہے، and it opens.

"The gas tariff for all sectors except residential consumers will be increased with effect from January 1 to fulfil a benchmark agreed with the International Monetary Fund (IMF)".

This I am not saying, this is the Minister of Petroleum his statement which has been reported.

جناب چیئرمین: جی اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! میں شاہد صاحب کو کہوں گا کہ وہ آ کر explain کریں اور جیسے میں نے عرض کیا کہ IMF کی document دے دی جائے گی، ؟ but will anybody have objection اس وقت ہم cost subsidize کر رہے ہیں،

we are giving cheap electricity to the fertilizer companies and so many other institutions, who have made hundreds of billions of rupees because of cheap provision of electricity and they are not public sector, it is a private sector and Government also keep subsidizing the fertilizer. Time and again you know that

ہم اس پر پانچ سو سے سات سو روپے subsidize کرتے ہیں۔ ابھی پچھلے سال چار ہزار روپے کا DPA فروخت ہو رہا تھا لیکن اب ہم اسے subsidy کے ساتھ پینتیس سو روپے پر فروخت کر رہے ہیں۔ ان چیزوں کا فائدہ کس کو ہوگا وہ حکومت پاکستان اور عوام کو ہوگا۔ اگر شاہد خاقان صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ کو کوئی devil بھی آ کر ایسی suggestion دیتا ہے تو it is not a bad suggestion کہ آپ cross subsidy بند کریں، آپ سستی گیس پرائیویٹ سیکٹر کو دے کر جو hundreds of billions بنا رہے ہیں they pick up their balance sheet, so, I would go for every penny where I can bring it to the exchequer for the benefit of the people of Pakistan. میاں صاحب! مجھے تو ان چیزوں پر آپ کی support چاہیے۔

جناب چیئرمین: جی Mian Sahib would support you لیکن آپ ان کو agreement بھی فراہم کریں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میاں صاحب، مجھے پتا ہے کہ میاں صاحب computer literate ہیں، پہلے وہ میری طرح نہیں ہوتے تھے لیکن اب پتا نہیں انہوں نے website سے IMF کا agreement down load کیوں نہیں کیا، وہ تو ستمبر سے website پر پڑا ہوا ہے the day it was agreed and signed, it was put on the website of the Ministry of Finance. میرے ساتھ ابھی چلیں، دیکھ لیں punish me anything or penalize me anything اگر وہ وہاں نہ ہو۔

Mr. Chairman: Thank you. We have got a Call Attention Notice, Mian *Sahib*. Yes.

سینیٹر میاں رضا ربانی: ایک منٹ بات کروں گا۔ میں پھر آپ کے ذریعے سے request کروں گا کہ زیادہ نہیں صرف ایک کاپی یہاں پر دے دیں تو مہربانی ہو گی۔

Mr. Chairman: Thank you. We can't prolong it now. Thank you Mian *sahib*.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جو یہ بات کر رہے ہیں

he himself has been against this policy that International Monitory Agencies should not dictate internal agenda.

Mr. Chairman: Thank you. There is a Calling Attention Notice that is written agenda

آپ ابھی کہہ رہے ہیں کہ مجھے موقع دیں اور جس خاتون نے دو دن پہلے یہ لکھ کر دیا ہے کہ یہ میرا Calling Attention Notice ہے تو اس کا جواب نہ ملے۔ اس کا جواب دینے دیں۔ Raja Sahib who would respond to this. آپ کریں گے۔

There is a calling attention notice in the name of Senator Mrs. Khalida Parveen. Please move item No.4.

Call Attention Notice

On Islamabad Police Involvement In Criminal Cases

سینیٹر خالدہ پروین: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں اسلام آباد پولیس کے عملے کی مجرمانہ سرگرمیوں میں ملوث ہونے سے متعلق وزیر داخلہ کی توجہ انتہائی عوامی اہمیت کے معاملے کی جانب مبذول کراتی ہوں۔

جناب چیئرمین: جی۔ وزیر داخلہ۔

جناب محمد بلیغ الرحمٰن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ واقعی بہت اہم مسئلہ ہے اور میں اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہماری حکومت اس کو بہت seriously دیکھ رہی ہے۔ جیسے کہ آپ کے سامنے ہے کہ نئی حکومت نے بہت اچھی شہرت کے آفیسر کو، جن سے کسی کا کوئی ذاتی تعلق نہیں تھا اور پرانی روایات کے برعکس ان کو IG کی پوزیشن دی اور پھر اس کے بعد اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے اور پولیس کی بہتری کے لیے یہاں پر ایک Internal Accountability Committee پولیس کے اندر قائم کی۔ یہ کمیٹی جسے IAC generally کے نام سے refer کرتے ہیں، AIG Establishment اس کے انچارج ہیں، یہ اسی حکومت نے آتے ہی قائم کی تھی SSP Operations, SSP Security Division and SSP Traffic اس کے ساتھ ممبرز ہوتے ہیں اور اس میں ایکشن لیتے ہوئے 119 افسران کو اپنے عہدوں سے side line کیا گیا، جن کے اوپر یا تو one by one perceptions کے problems تھے یا reported کوئی چیز تھی اور اس کے اوپر

seriously دیکھا جا رہا ہے جن کے خلاف اگر کوئی چیز نکل رہی ہے تو ان کے cases initiate کیے جا رہے ہیں اور کوئی اگر اپنے الزامات سے بری ہوتے ہیں تو ان کو واپس reinstate بھی کیا جا رہا ہے۔میں assure کراتا ہوں کہ اس کو بالکل spare نہیں کیا جائے گا، کچھ cases اخباروں میں report ہوئے تھے اور وہ اخباروں میں بھی اس وقت report ہوئے تھے جب پولیس نے خود ایکشن لیتے ہوئے ان کے خلاف FIR register کرائیں ، کئی افسران ہیں جن کے خلاف FIR ہیں ، کئی گرفتار ہیں، کچھ نے bail حاصل کی ہے۔ ابھی پرسوں ہی ایک SHO کی bail cancel ہوئی تو ان کو بھی arrest کیا جانا ہے۔ یہ بالکل قابل قبول نہیں ہے کہ پولیس کا کوئی آفیسر کسی بھی طرح اس میں ملوث ہو۔

Mr. Chairman: Khalida Perveen Sahiba any question. Yes.

سینیٹر خالدہ پروین: جناب چیئرمین! اس سلسلے میں ، میں تھوڑا سا یہ کہنا چاہتی ہوں کہ 4 دسمبر 2013 کے روزنامہ "The News" میں یہ خبر شائع ہوئی ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ اسلام آباد پولیس کے اہلکار چوری، لوٹ مار، ڈاکہ زنی، اختیارات کے ناجائز استعمال میں ملوث پائے جا رہے ہیں۔ گزشتہ روز کچھ ایسی وارداتیں کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں بھی پکڑے گئے ہیں۔ اسلام آباد پاکستان کا دارالخلافہ ہے جس میں قانون کے پاسبانوں کی طرف سے ایسی سنگین وارداتوں میں ملوث عوام اور حکومت کے لیے بھی ہونا باعث تشویش ہے ۔ اس خبر کا تراشہ بھی میں نے اس کے ساتھ لف کیا تھا اور محکمہ پولیس کی طرف سے اس خبر کی تردید بھی نہیں کی گئی۔ دوسرا یہ ہے کہ اسی ایوان میں ایک سوال کے جواب میں بتایا گیا تھا کہ چار ہزار سے اوپر اہلکار کسی نہ کسی حوالے سے ملوث پائے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ تو information دے رہی ہیں آپ کا سوال کیا ہے۔ This is the information. جی۔

سینیٹر خالدہ پروین: میرا سوال یہ ہے کہ اسلام آباد پولیس میں جرائم میں ملوث پولیس اہلکاروں کی تعیناتی کی بدولت وفاقی دارالحکومت میں جرائم کی شرح بڑھ رہی ہے۔اس کے سدباب کے

لیے حکومت نے کیا ٹھوس اقدامات کیے ہیں اور حکومت ان ٹھوس اقدامات سے اس ایوان کو کب تک مطلع کرے گی۔

جناب چیئرمین: جی بلیغ الرحمان صاحب۔

جناب محمد بلیغ الرحمٰن: محترم چیئرمین! جس طرح میں نے عرض کیا کہ یہ solid اقدامات ہی ہیں اور جو کمیٹی بنائی گئی ہے اسی میں اس کو دیکھا جا رہا ہے۔ جو خبر 4 دسمبر 2013 کو "The News" میں آئی تھی اور جس کا حوالہ دیا گیا ہے اس میں تین cases reflect ہوئے تھے۔ ایک illegal trespassing کا تھا کہ پولیس گھر میں بغیر اجازت کے داخل ہوئی، ایک کیس extortion اور بھتے کا case تھا جہاں اسلام آباد مارکیٹ آئی ایٹ فور میں تمام ریڑھی والوں سے کچھ اہلکار اور کچھ پرائیویٹ مل کر سو سو روپیہ بھتہ لے رہے تھے۔

Mr. Chairman: Ishaq Dar *Sahib*, there is a response coming from your Minister. Yes.

جناب محمد بلیغ الرحمٰن: ایک کیس ترنول میں پھاٹک پر غیر قانونی ناکے کے حوالے سے تھا۔ تینوں کیسز کا اسلام آباد پولیس نے خود نوٹس لیا اور نوٹس کے بعد ان پر FIR register ہوئی، کارروائی آگے بڑھی اور کچھ کیس پرانے تھے اور کچھ recent تھے، یہ جب دوسرے دن اخبار میں خبر چھپی تو اس سے پہلے یہ FIRs register ہو چکی تھیں اور پولیس خود کارروائی کر چکی تھی۔

جناب چیئرمین: افراسیاب خٹک صاحب۔

Point of Order

Closure of Afghan Transit Trade Spoils Business of Khyber Pukhtunkhwa Exporters

سینیٹر افراسیاب خٹک: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں point of order کے ذریعے ایوان کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ آج کے اخبارات میں خیبر پختونخوا کے جو exporters

ہیں ان کی ایک پریس کانفرنس چھپی ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ راستے بند کرنے کی وجہ سے ان کا کاروبار تباہ ہو گیا ہے۔ Afghan Transit Trade میں جو لوگ ملوث ہیں ان کا کہنا یہ ہے کہ ہم مجبور ہیں کہ بلوچستان چلے جائیں کیونکہ وہاں سے راستے کھلے ہیں یہاں راستے بند ہونے کی وجہ سے کاروبار تباہ ہو رہا ہے۔ نام تو لیا جا رہا ہے نیٹو سپلائی کا لیکن عام تاجروں کے لیے راستے بند کر دیے گئے ہیں جس سے ملک کو بھی اقتصادی طور پر نقصان پہنچا ہے اور ہمارے صوبے کے تاجروں کے لیے بڑے مسائل پیدا ہوئے ہیں۔ میں وفاقی حکومت کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ Afghan Transit Trade میں ہماری ریاست نے معاہدہ کیا ہے اور اس بات کی گارنٹی دی ہے کہ یہ راستے یہاں سے کھلے ہوں گے۔ وفاقی حکومت اس کا نوٹس کیوں نہیں لیتی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی عبدالرؤف صاحب۔

سینیٹر عبدالرؤف: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں سوال کرنا چاہتا تھا لیکن اسحاق ڈار صاحب نے مجھے یہیں بیٹھ کر جواب دے دیا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جی زاہد خان صاحب! آپ بھی اس مسئلے پر بات کرنا چاہتے ہیں لیکن افراسیاب صاحب نے آپ کی بات کر دی ہے، پھر حمزہ صاحب کو موقع دے دیں۔ جی حمزہ صاحب۔

سینیٹر حمزہ: جناب چیئرمین! میرا خیال تھا کہ آج اس معاملے کو ایوان میں کسی رکن یا اپوزیشن کی طرف سے اٹھایا جائے گا۔ یہ خبر تمام پاکستانیوں کے لیے بڑی تکلیف کا موجب ہو گی کہ بنگلہ دیش میں ملا عبدالقادر کو چالیس سال کے بعد کل پھانسی دے دی گئی ہے۔ وہ دو بار قومی اسمبلی کے رکن بھی رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑی اور زیادتی کیا ہو سکتی ہے کہ اس بوڑھے آدمی کو چالیس سال پہلے وہاں پاکستان سے علیحدگی کی ایک تحریک تھی اس میں حصہ لینے کی وجہ سے اس کو پھانسی دے دی گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کی طرف سے اس کی مذمت ہونی چاہیے یہ بہت بڑا ظلم ہوا ہے جو کہ بنگلہ دیش میں ہوا ہے۔

Mr. Chairman: The House stands adjourned to meet again on Monday, 16th December, 2013 at 3.30.p.m.

(The House was then adjourned to meet again on Monday, the 16th December, 2013 at 3:30 P.M.)